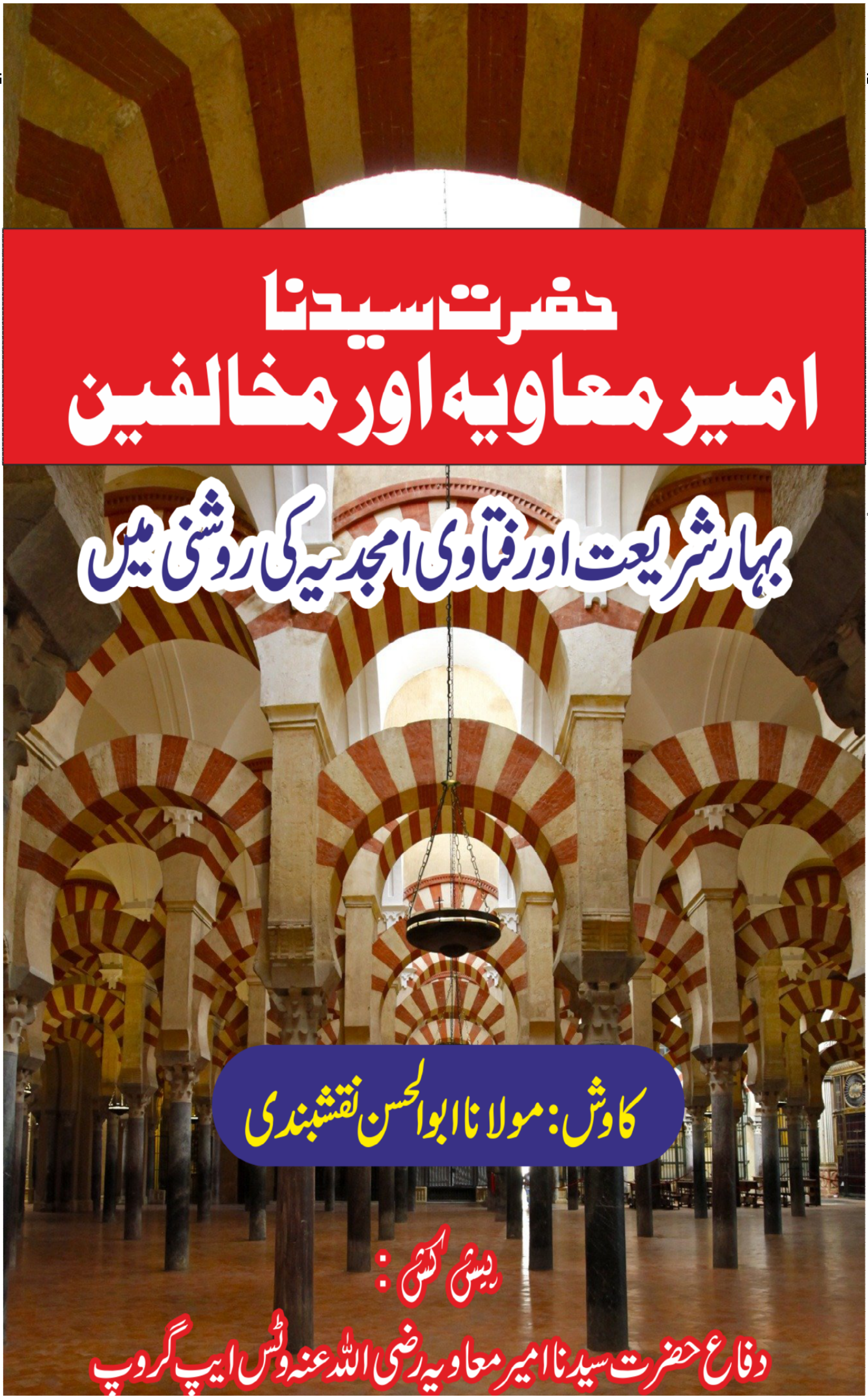


حضرت سیدنا
امیر معاویہ اور مخالفین

بہار شریعت اور فتاوی امجدیہ کی روشنی میں

کاوش: مولانا ابوالحسن نقشبندی

پیش کش:
دفاع حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ وٹس ایپ گروپ

حضرت سیدنا

امیر معاویہ اور مخالفین

بہار شریعت اور فتاوی امجدیہ کی روشنی میں

ریش کش :

دفاع حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ وٹس ایپ گروپ

کاوش: مولانا ابوالحسن نقشبندی

عظمت وشان حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ، تابعین عظام، آئمہ کرام، اور علماء ومحدثین، کی نظر میں

عظمت وشان حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ

از مفتی محمد امجد علی اعظمی صاحب رحمہ اللہ علیہ

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ" بہار شریعت" میں تحریر فرماتے ہیں:

(۱) تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اہل خیر وصلاح ہیں اور عادل، ان کا جب ذکر کیا جائے تو خیر ہی کے ساتھ ہونا فرض ہے۔

(۲)۔کسی صحابی کے ساتھ سوئے عقیدت بد مذہبی وگمراہی و استحقاق جہنم ہے، کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بغض ہے، ایسا شخص رافضی ہے، اگر چہ چاروں خلفاء کو مانے اور اپنے آپ کو سنی کہے، مثلاً حضرت امیر معاویہ اور ان کے والد ماجد حضرت ابوسفیان اور والدہ ماجدہ حضرت ہند، اسی طرح حضرت سیدنا عمرو بن عاص، وحضرت مغیرہ بن شعبہ، وحضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنھم، حتیٰ کہ حضرت وحشی رضی اللہ عنہ، جنہوں نے قبل اسلام حضرت سیدنا سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا اور بعد اسلام اخبث الناس خبیث مسیلمہ کذاب ملعون کو واصل جہنم کیا۔ان میں سے کسی کی شان میں گستاخی، تبرا ہے اور اس کا قائل رافضی، اگر چہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کی توہین کے مثل نہیں ہوسکتی، کہ انکی توہین، بلکہ ان کی خلافت سے انکار ہی فقہاء کرام کے نزدیک کفر ہے۔

(۳)۔کوئی ولی کتنے ہی بڑے مرتبہ کا ہو، کسی صحابی کے رتبہ کو نہیں پہنچتا۔

(۴)۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے باہم جو واقعات ہوئے، ان میں پڑنا حرام، حرام، سخت حرام ہے، مسلمانوں کو تو یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ سب حضرات آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جاں نثار اور سچے غلام ہیں۔

(۵)۔تمام صحابہ کرام اعلیٰ وادنی (اور ان میں ادنی کوئی نہیں) سب جنتی ہیں، وہ جہنم کی بھنک نہ سنیں گے اور ہمیشہ اپنی من مانتی مرادوں میں رہیں گے، اور محشر کی وہ بڑی گھبراہٹ انہیں

غمگین نہ کرے گی ، فرشتے ان کا استقبال کریں گے کہ یہ ہے وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا یہ سب مضمون قرآن کریم کا ارشاد ہے۔

(۶)۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انبیاء نہ تھے، فرشتے نہ تھے، کہ معصوم ہوں، ان میں بعض کے لیے لغزشیں ہوئیں مگر ان کی کسی بات پر گرفت اللہ جل جلالہ و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف ہے ۔ اللہ عزوجل نے "سورہ حدید" میں کہاں صحابہ کی دو قسمیں فرمائیں، مومنین قبل فتح مکہ اور بعد فتح مکہ اور ان کو ان پر تفصیل دی اور فرمادیا:"

کلا وعد اللہ الحسنی

یعنی سب سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرمالیا۔

ساتھ ہی ارشاد فرمادیا:

واللہ بما تعملون خبیر

یعنی اللہ خوب جانتا ہے، جو کچھ تم کرو گے۔تو جب اس نے ان کے تمام اعمال جان کر حکم فرمادیا کہ ان سب سے ہم جنت بے عذاب وکرامت وثواب کا وعدہ فرما چکے تو دوسرے کو کیا حق رہا کہ ان کی کسی بات پر طعن کرے۔۔۔؟

کیا طعن کرنے والا اللہ عزوجل سے جدا اپنی مستقل حکومت قائم کرنا چاہتا ہے۔

(۷)۔امیرِ معاویہ رضی للہ تعالیٰ عنہ مجتہد تھے، اُن کا مجتہد ہونا حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی للہ تعالیٰ عنھما نے حدیثِ "صحیح بخاری" میں بیان فرمایا ہے، مجتہد سے صواب وخطا دونوں صادر ہوتے ہیں۔خطا دو قسم ہے: خطاء عنادی، یہ مجتہد کی شان نہیں اور خطاء اجتہادی ، یہ مجتہد سے ہوتی ہے اور اِس میں اُس پر عنداللہ اصلاً مؤاخذہ نہیں۔

مگر احکامِ دنیا میں وہ دو قسم ہے: خطاء مقرر کہ اس کے صاحب پر انکار نہ ہوگا ، یہ وہ خطاء اجتہادی ہے جس سے دین میں کوئی فتنہ نہ پیدا ہوتا ہو، جیسے ہمارے نزدیک مقتدی کا امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا۔

دوسری خطاء منکر ، یہ وہ خطاء اجتہادی ہے جس کے صاحب پر انکار کیا جائے گا، کہ اس کی خطا باعثِ فتنہ ہے ۔حضرت امیرِ معاویہ رضی للہ تعالیٰ عنہ کا حضرت سیّدنا امیر المومنین علی مرتضیٰ

کرّم للہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے خلاف اسی قسم کی خطا کا تھا اور فیصلہ وہ جو خود رسول للہ صلی للہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مولیٰ علی کی ڈِگری اور امیرِ معاویہ کی مغفرت، رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین۔

(۸)۔ یہ جو بعض جاھل کہا کرتے ہیں کہ جب حضرت مولیٰ [علی] کرّم للہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے ساتھ امیر معاویہ رضی للہ تعالیٰ عنہ کا نام لیا جائے تو رضی للہ تعالیٰ عنہ نہ کہا جائے، محض باطل و بے اصل ہے۔ علمائے کرام نے صحابہ کے اسمائے طیبہ کے ساتھ مطلقاً ''رضی للہ تعالیٰ عنہ'' کہنے کا حکم دیا ہے، یہ استثنائی شریعت گڑھنا ہے۔

(۹)۔ منھاجِ نبوت پر خلافتِ حقہ راشدہ تیس سال رہی، کہ سیّدنا امام حسن مجتبیٰ رضی للہ تعالیٰ عنہ کے چھ مہینے پر ختم ہوگئی، پھر امیر المؤمنین عمر بن عبدالعزیز رضی للہ تعالیٰ عنہ کی خلافتِ راشدہ ہوئی اور آخر زمانہ میں حضرت سیّدنا امام مَہدی رضی للہ تعالیٰ عنہ ہوں گے۔

امیرِ معاویہ رضی للہ تعالیٰ عنہ اوّل ملوکِ اسلام ہیں، اسی کی طرف توراتِ مقدّس میں اشارہ ہے کہ:

''مَوْلِدُهٗ بِمَكَّةَ وَمُهَاجَرُهٗ بِطَيْبَةَ وَمُلْكُهٗ بِالشَّامِ.''

''وہ نبی آخر الزماں (صلی للہ تعالیٰ علیہ وسلم) مکہ میں پیدا ہوگا اور مدینہ کو ہجرت فرمائے گا اور اس کی سلطنت شام میں ہوگی۔''

تو امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ کی بادشاہی اگرچہ سلطنت ہے، مگر کس کی! محمد رسول للہ صلی للہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سلطنت ہے۔ سیّدنا امام حسن مجتبیٰ رضی للہ تعالیٰ عنہ نے ایک فوجِ جرّار جاں نثار کے ساتھ عین میدان میں بالقصد و بالاختیار ہتھیار رکھ دیے۔

اور خلافت امیرِ معاویہ کو سپرد کر دی اور ان کے ہاتھ پر بیعت فرمالی اور اس صُلح کو حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پسند فرمایا اور اس کی بشارت دی کہ امام حسن کی نسبت فرمایا:

((إِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ لَعَلَّ اللهَ أَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيْمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ.))

’’میرا یہ بیٹا سیّد ہے، میں امید فرماتا ہوں کہ اللہ عزوجل اس کے باعث دو بڑے گروہِ اسلام میں صلح کرا دے۔‘‘ تو امیر معاویہ پر معاذ اللہ فسق وغیرہ کا طعن کرنے والا حقیقۃً حضرت امام حسن مجتبیٰ، حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، بلکہ حضرت عزہ جل وعلا پر طعن کرتا ہے۔

(۱۰)۔ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قطعی جنتی اور یقیناً آخرت میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبوبہ عروس ہیں، جو انہیں ایذا دیتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دیتا ہے اور حضرت طلحہ وحضرت زبیر رضی اللہ عنہما تو عشرہ مبشرہ سے ہیں۔

ان صاحبوں سے بھی بمقابلہ امیر المومنین مولی علی کرم اللہ وجہ الکریم خطائے اجتہادی واقع ہوئی، مگر ان سب نے بالاخر رجوع فرمائی۔

عرف شرع میں بغاوت مطلقاً مقابلہ امام برحق کو کہتے ہیں، عناداً ہو، خواہ اجتہاداً، ان حضرات پر بوجہ رجوع اس کا اطلاق نہیں ہوسکتا۔

گروہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر حسب اصطلاح شرع اطلاق فہ باغیہ (شریعت کی اصطلاح میں اسے باغی گروہ کہا گیا ہے۔) آیا ہے، مگر اب کہ باغی بمعنی مفسد ومعاند وسرکش ہو گیا اور دشنام (گالی) سمجھا جاتا ہے، اب کسی صحابی پر اس کا اطلاق جائز نہیں۔

(۱۱)۔ام المؤمنین حضرت صدیقہ بنت الصدیق محبوبہ محبوب رب العالمین جل وعلا وصلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم پر معاذ اللہ تہمتِ ملعونۂ افک سے اپنی زبان آلودہ کرنے والا، قطعاً یقیناً کافر مرتد ہے اور اس کے سوا اور عن کرنے والا رافضی، تبرائی، بددین، جہنمی۔

حوالہ درج ذیل ہے:

(بہار شریعت، صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی، تحت عقائد کا بیان، تحت الباب امامت کا بیان، عقیدہ نمبر 6 تا 14، جلد 1 ص 252 تا 261، مطبوعہ مکتبۃ المدینۃ کراچی)

عظمت وشان حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ، تابعین عظام، آئمہ کرام، اور علماء ومحدثین، کی نظر میں!

عظمت وشان حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ از مفتی محمد امجد علی اعظمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(۱)۔مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرح متین مسائل ذیل ہیں۔

(۱)۔مشاجرات صحابہ میں کف لسان کا حکم علمائے کرام نے دیا ہے اس کف لسان سے کیا مطلب ہے۔زبان سے کچھ کہنا نہیں چاہیے، یا کتابوں میں لکھنا بھی نہیں چاہیے۔اگر دونوں باتیں ممنوع ہیں تو پھر جن علمائے کرام نے کہ ان اور کو اپنی مصنفات میں ذکر کیا ہے۔ان علماء کے متعلق کیا خیال کیا جائے اور ان کی کتابیں قابل دیکھنے یا سند لینے کی قرار دیا جاسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب: (۱)۔یہ امر مسلم ہے کہ" القلم احدے اللسانین" یعنی قلم بھی زبان کا ہی حکم رکھتی ہے جس بات کو زبان سے بولنا منع ہے اوسکا لکھنا ممنوع، اور جس کا تلفظ جائز اوسکا لکھنا بھی جائز، مشاجرات سے کف لسان کا یہ مطلب ہے کہ ان معاملات سے کوئی قبیح نتیجہ نکال کر لعن وطعن کرنا اور انکو ہدف ملامت بتانا سخت قبیح وحرام ھے اور مذہب اہلسنت سے خروج، اور علمائے سابقین نے بایں معنی کف لسان ہی کیا ہے۔

اور اگر کسی نے کسی موقع پر اس کے خلاف کیا ہے تو انکی غلطی ہوگی، جو دوسروں کے لئے قابل تقلید نہیں۔کیونکہ ایسے امور قابل تقلید نہیں ہوتے کہ جب نصوص قرآنیہ سے ثابت کہ ان میں ہر ایک سے اللہ تعالی نے" وعدہ حسنیٰ" فرمالیا ہے۔"

وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى "

(پارہ ۵ سورۃ النساء:۹۵)

اور احادیث صحیحہ سے واضح کہ انکی شان میں سب وشتم حرام تو ضعیف روایات اور بعض جزئی اختلافات میں حاشیہ آرائی کر کے بغیر مغز سخن تک پہنچے ایسی رائے قائم کرنا جس سے کسی صحابی کو توہین ہوتی ہو اور انکی شان میں گستاخی ہوتی ہو ہرگز درست نہیں، ہر مسلم پر لازم ہے کہ جو عقیدہ و مسلک کتب عقائد میں محقق ومبرہن ہو چکا ہے اس کے خلاف قلم فرسائی نہ کرے۔

اور کسی عالم نے ایسا کیا ہے تو ان کا تخطیہ صحابہ کرام کے تخطیہ سے آسان ہے کسی ایک عالم کا قول معتبر مان کر جمہور کا خلاف کرنا ہرگز درست نہیں۔کسی کتاب کے معتبر ہونیکا یہ معنی نہیں کہ اس

میں جو کچھ لکھا ہے سب مسلّم ہے یہ شان تو صرف قرآن مجید ہی کی ہے، ورنہ ہر کتب میں بعض بعض امور متروک بھی ہوتے ہیں۔ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ: (۲)۔علمائے متقدمین نے تو برابر اپنی کتابوں میں لکھا ہے اور وہ کتابیں پیشتر شائع بھی ہوگئی ہیں تو کیا وہ علمائے متقدمین کیلئے جائز تھا۔اور متاخرین کیلئے ناجائز؟

الجواب: (۲)۔مشاجرات سے برا نتیجہ اخذ کرنا نہ متقدمین کیلئے جائز تھا نہ متاخرین کیلئے جائز۔اور چونکہ یہ زمانہ صرف عقیدہ و قلت فہم کا ہے۔اس زمانہ میں لوگوں کے سامنے ایسی باتیں پیش کرنا بھی نہیں چاہیے، جن سے عقائد خراب ہونیکا احتمال ہو۔ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ: (۳)۔علامہ سعدالدین تفتازانی شرح مقاصد میں لکھتے ہیں" ونکف عن ذکر الصحابۃ الا بخیر" اس کا کیا مطلب ہے؟

الجواب: (۳)۔اس کا مطلب ظاہر ہے کہ جو بات ایسی ہو کہ اسکا ظاہر پہلو اچھا نہ ہو اسے ذکر ہی نہ کریں گے اور اگر ذکر کریں تو اسکا صحیح محمل نکالیں کہ انکی تنقیص شان نہ ہو اور اگر محمل ذہن میں نہ آتا ہو تو ذکر ہی نہ کریں۔ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ: (٤)۔مشاجرات صحابہ لکھنے والے علمائے متقدمین و متاخرین فاسق و فاجر و مبتدع کہے جانے کے مستحق ہیں یا نہیں؟

الجواب: (٤)۔جن لوگوں نے صحابہ کو سب کیا ہو وہ بے شک مبتدع اور خارجہ از اہلسنت ہیں اور جنہوں نے محض کوئی ایسا واقعہ بیان کیا ہے جو صحابہ میں باہم پیش آیا ہو اور خود کف لسان کیا ہو تو مبتدع نہیں کہ" ذکر روایت شئی دیگر" ہے اور" مذہب شئی دیگر"۔ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ: (۵)۔جن علماء نے کسی صحابی کے متعلق باغی و مخطی و مبطل کے الفاظ استعمال کئے ہیں وہ علماء زمرہ اہلسنت میں داخل ہیں یا نہیں؟

الجواب: (۵)۔اصطلاح شرع میں باغی اسے کہتے ہیں جو امام برحق پر خروج کرے عام ازیں کہ یہ خروج فساد کیلئے ہو یا اس نے اپنی رائے میں مخالفت ہی کو حق جانا ہو یوہیں خطا کے معنی بھول چوک کے ہیں۔قصداً غلطی کرنے کو خطا نہیں کہتے۔جیسا کہ حدیث میں ہے:" رفع عن امتی الخطاء والنسیان" یوہیں بطلان خلاف حق کو کہتے ہیں۔

عام از یں کہ عدول عن الحق قصداً ہو یا بلا قصد مگر چونکہ عرف عام میں یہ الفاظ مقام توہین میں بولے جاتے ہیں لہذا اب کسی صحابی کی شان میں ایسے الفاظ ہرگز استعمال نہ کیے جائیں۔ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ: (٦)۔ اگر کسی صحابئ رسول سے کوئی لغزش یا گناہ صادر ہوا تو اس کے متعلق یہ لکھنا جائز ہے یا نہیں کہ فلاں صحابئ رسول اس گناہ اور لغزش کے مرتکب ہوئے؟

الجواب: (٦)۔ خطائے بزرگاں گرفتن خطاست۔ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ: (٧)۔ جو عالم اہلسنت و جماعت اپنی مصنفہ کتابوں یا تراجم میں جہاں اس مناقب صحابہ کی احادیث جمع کی ہوں اور باوجود اس کے کہ صحابہ کے فضائل و مناقب کی احادیث بھی قابل جرح وقدح رہی ہوں مگر اس عالم نے صرف حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مناقب وفضائل کی احادیث پر جرح وقدح کی ہو اس کے متعلق کیا حکم ہے وہ واجب الاتباع والاقتداء ہے یا نہیں؟

الجواب: (٧)۔ اگر روافض کے مقابلہ میں اس نے ایسا کیا کہ انہوں نے احادیث فضائل صحابہ پر جرح کی تھی۔ اس نے جواباً ایسا کیا کہ جرح سے اگر یہ احادیث نامعتبر ہو جائیں تو اس قسم کی جرح حضرت مولی کے فضائل کی حدیثوں پر بھی ہے تو یہ بات قابل مواخذہ نہیں، اور مقصود یہ ہو کہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے فضائل کی حدیثیں رد کر کے ان کے فضائل ہی سے منحرف ہے تو وہ ہرگز قابل اتباع نہیں ہے۔ واللہ تعالی اعلم

حوالہ درج ذیل ہے:

(فتاوی امجدیہ، مفتی محمد امجد علی اعظمی صاحب، کتاب السیر، جلد 4 ص 462 تا 464، مطبوعہ دار العلوم امجدیہ مکتبہ رضویہ، کراچی، طبع اول ١٤١٧ھ ✕ / ١٩٩٧ء)

(٢)۔ مسئلہ: مرسلہ مولوی رفاقت حسین صاحب از جائس محلہ قضیانہ کلاں ٢٢ محرم ٦٠ھ

کرمانی شرح بخاری کے حوالہ سے یہ حدیث پڑھی گئی

یا عمار تقتلک الفئة الباغية انت تدعوهم الله الجنة و هم يدعونك الى النار

" قتلہ اصحاب معاویہ

اس حدیث کے متعلق کیا رائے عالی ہے اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے حضرت

امیر کو" داعی الی النار" کہا جاتا ہے۔ معاذ اللہ؟

الجواب: حدیث کا مفہوم ظاہر ہے۔ اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ برسر حق تھے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی اجتہادی خطا تھی جب بات یہ ہے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب حق نہ تھا مگر چونکہ اجتہادی غلطی تھی اس وجہ سے اس پر مؤاخذہ نہیں کہ مجتہد سے اگرچہ اجتہاد میں غلطی ہو مؤاخذہ نہیں ہوتا۔

لہذا جس شخص کو یہ معلوم ہو کہ دوسرا شخص غلطی پر ہے اسکو وہ راستہ اختیار کرنا جائز نہیں اگر یہ جان کر ادھر جائے گا تو نار کی طرف جا رہا ہے کیونکہ داعی سے رفع اثم اجتہادی غلطی کیوجہ سے ہے اور جو اس غلطی میں مبتلا نہیں ہے اس سے رفع اثم کی کیا وجہ۔ واللہ تعالی اعلم

حوالہ درج ذیل ہے:

(فتاوی امجدیہ، مفتی محمد امجد علی اعظمی صاحب، کتاب السیر، جلد 4 ص 512، مطبوعہ دار العلوم امجدیہ مکتبہ رضویہ، کراچی، طبع اول ۱٤۱۷ھ / ۱۹۹۷ء)

(۳)۔ مسئلہ: از پھپھوند ضلع اٹاوہ آستانہ عالیہ صمدیہ جامع مسجد حضرت مولانا الاعظم سید مصباح الحق صاحب۔

کیا فرماتے ہیں علماء و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں۔ زید نے ایک کتاب "سیرت حضرت علی کرم اللہ وجہہ" میں لکھی ہے اور مدعی ہے کہ کتاب انتہائی تحقیق سے لکھی گئی ہے۔ نیز مدعی ہے کہ وہ صوفی مشرب و اہلسنت و جماعت سے ہے۔ اس میں سے اقتباسات ذیل میں پیش کرتا ہوں۔

(۱)۔ ص ۳، ٤: حق یہ ہے کہ حضرت ابو البشر کی اولاد میں ایسے صفات حسنہ مجتمعہ کا انسان ہی پیدا نہیں ہوا؟

(۲)۔ ص ٤: یوں تو تمام صحابہ کو افضل ترین خلق بعد الانبیاء اور ان میں عشرہ مبشرہ کو بہترین صحابہ اور ان میں خلفائے اربعہ کو بہترین عشرہ سمجھتا ہوں مگر ان میں جناب امیر المؤمنین حضرت علی مرتضے علیہ السلام کو من جہت جامعیت فضائل دینی و دنیوی علمی و عملی و ظاہری و باطنی مجازی و حقیقی منفرد الذات اور سب سے بہتر سمجھتا ہوں۔

(۳)۔ص ۵: ان میں سے (یعنی شیعہ) اہلسنت و جماعت نے مناظرہ کئے تو مناظرہ کے نشتقق میں اپنے اصل فرض سے ہٹ کر شیعوں کی ضد پر جناب امیر علیہ السلام کی تنقیص کی جرأت کرنے لگے نعوذ باللہ منہا اوران پر جھوٹ اور فتن کو جناب امیر کی کمزوری خلافت پر محمول کرنا اور انکے مخالفین خصوصاً معاویہ رضی اللہ عنہ اوران کے ساتھیوں اور یزید کے بد فعل کو خالصاً بوجہہ اللہ ثابت کرنے کی کوشش میں مصروف رہنا مقتضائے سنیت قرار دے دیا لیا۔

(٤)۔ص ٤٧٢: جنگ جمل کے متعلق لکھا۔ یہ ایک ایسی لڑائی ہے جس میں غلط رو سے اجتہاد کا برے سے برا پہلو اچھے سے اچھے لوگوں سے ظہور پذیر ہوا۔

(۵)۔ص ٧٧٢: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی نسبت لکھا۔۔۔۔۔۔ درحقیقت ان کو جناب امیر وخاندان رسالت سے بغض تھا۔ پھر لکھا جناب امیر آنحضرت کے محبوب ترین اصحاب میں سے تھے۔ اور حضرت نسبت ولایت بھی رکھتے تھے۔ قرابت ومحبت وفضل وشجاعت وغیرہ میں اپنے زمانہ میں بے بدل تھے۔

اور آنحضرت کے کمالات ظاہری و باطنی کا بہترین نمونہ اور مرتبہ ولایت محمدی کے حامل۔ ان وجہوں سے یہ ضروری تھا کہ جس طرح آنحضرت کو ابوسفیان نے تکلیفیں پہونچائیں اسی طرح ان کے بیٹے معاویہ آنحضرت کے محبوب وولد نبوی جناب امیر کو بھی تکلیفیں پہونچائیں۔

(٦)۔ص ٩٧٣: جو دیرینہ مخالفت معاویہ کو جناب امیر سے تھیں اس میں جزبہ انتقام نے جو کسی زمانہ میں عرب میں ولید بن عقبہ، عتبہ، حنظلہ بن ابی سفیان جناب امیر کے ہاتھ سے قتل ہوئے تھے۔ ان لوگوں میں سے حنظلہ معاویہ کا بھائی ولید انکا حقیقی ماموں اور عتبہ نانا تھا۔ جو واقعات جناب امیر کی خلافت میں پیش آئے اس میں معاویہ کی خواہش حکومت میں جزبہ انتقام بھی پنہاں تھا۔

(٧)۔ص ٤٥٦: معاویہ کو مجتہد ماننے کیلئے کوئی دلیل موجود نہیں، ان کے اجتہاد کا دعوی کرنا ایسا ہی ہے جیسے ابن حزم کا ابن ملجم اشقی الاخرین کو قتل جناب امیر میں مجتہد قرار دینا۔؟

(٨)۔ص ٣٦٩: معاویہ پکے دنیادار تھے انکا مطمح نظر صرف دنیاوی حکومت تھا۔ اوراس غرض سے انہوں نے کوئی کوتاہی کسی معیوب سے معیوب فعل کے کرنے میں نہیں کی؟

(٩)۔ص ١٧٣: اگر کتب اسماء الرجال بغور دیکھیں جائیں تو معاویہ کے ہماری جو چند

صحابہ نظر آئیں گے وہ عمرو بن عاص۔نعمان بن بشیر۔مسلیمہ بن مخلد کے مثل مسلمین فتح مکہ میں سے نظر آئیں گے،جن پر صاحب فتح مغیث کی تاریخ کے مطابق صحابی کا اطلاق نہیں ہوسکتا؟

(۱۰)۔ص ۳۷۹: امام شافعی بعض صحابہ سے اس قدر بداعتقاد تھے کہ ان کی شہادت قابل قبول نہ سمجھتے تھے،اسی وجہ سے اپنے شاگرد ربیع سے فرمایا: کہ چار صحابہ کی روایت مقبول نہیں عمرو بن عاص،مغیرہ ابن شعبہ،زیاد،معاویہ۔

(۱۱)۔ص ۳۸۱: آنحضرت نے لفظ صحابی سے ہرگز وہ معنی مراد نہیں لئے جو عام طور سے سمجھے جاتے ہیں،ہم اپنی اس بحث کو ایک مثال سے واضح کردینا چاہتے ہیں۔ایک موقعہ پر حضرت عبداللہ بن عبدالرحمن عوف اور حضرت خالد بن ولید سے کسی بات پر تکرار ہوئی آنحضرت کو جب اس کی خبر ہوئی تو آنحضرت نے حضرت خالد سے ارشاد فرمایا: کہ اے خالد تم میرے صحابہ کی برابری نہیں کر سکتے۔

صحیح مسلم میں ہے کہ اے خالد میرے اصحاب کو برا مت کہو اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے گا تب بھی ان کی برابری نہ کر سکے گا۔اب اگر صحابی کی وہ تعریف رکھی جائے جو عوام میں شائع ورائج ہے۔تو پھر یہ حدیث بلامعنی ہوئی جاتی ہے۔اس لئے کہ عام تعریف کے مطابق حضرت خالد پر لفظ صحابی کا اطلاق قطعاً ہوسکتا ہے پھر آنحضرت نے حضرت خالد سے یہ کیوں ارشاد فرمایا: کہ تم میرے صحابہ کی برابری نہیں کر سکتے۔

لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ آنحضرت نے لفظ صحابہ سے ایک خاص گروہ مراد لیا ہے۔جن میں حضرت خالد کی سی شخصیت کا بھی گزر نہ تھا۔تو پھر ہم کو دوسری احادیث میں بھی اسی محدود معنی میں استعمال کرنا ہوگا اس کے خلاف کوئی تاویل غلط ہوگی۔ظاہر ہے کہ جب آنحضرت نے حضرت خالد کو گروہ صحابہ میں نہیں لیا تو پھر یہ کہنا کہ معاویہ اور ان کے رفقاء یا متبعین لفظ صحابہ میں آسکتے ہیں صریح زیادتی ہے۔

(۱۲)۔ص ۳۵۹: خود یہ دلیل کہ معاویہ صحابی تھے واقعی کوئی دلیل ان کی برأت کی نہیں ہو سکتی اس کا صرف یہ مطلب ہوتا ہے کہ کوئی دلیل ان کی برأت کی موجود نہیں۔مذہبی نقطہ نظر سے کسی کو سلامت کرنا کوئی دلیل نہیں ہوا کرتی نہ ایسے دلائل کی کمزوری صاحبان نظر سے مخفی رکھی جاسکتی ہے؟

(۱۳)۔ص ۳۸٤: جب نوبت اس کی پہنچ جائے کہ بحث میں نہ جائے دلائل پیش کرنے کے۔عقیدہ خوف وعید اور دیگر احساسات پر بھروسہ ہونے لگے تو پھر ایسی بحث کا کیا ٹھکانہ۔ بہ الفاظ دیگر اس کا مطلب یہ ہوا کہ معاویہ کے متعلق کوئی دلیل تو ہمارے پاس نہیں ہے مگر تم کو ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مستحق جہنم ہوئے جاتے ہو اس لئے ڈرو اور ڈر کر سکوت اختیار کرو۔ اس قسم کی حجت یا دلیل از قسم خطابیات ہے نہ برہانیات، ایسی لایعنی دلیل پر اکتفاء کرنا اتیان حجت سے عجز کی دلیل ہے؟

(١٤)۔ص ۳۹۱: ان واقعات وحالات کی بنا پر اگر معاویہ سے اظہار نفرت کیا جاتا ہے جیسا کہ وحشی قاتلِ حمزہ سے آنحضرت کا اظہار نفرت ثابت ہے پھر لکھا کہ جب آنحضرت ایسی بے مثل ذات کے قلب اقدس نے اسکو گوارہ نہ کیا تو پھر عوام معاویہ کی طرف سے بمقابلہ جناب امیر وجناب امام حسن علیہما السلام اظہار نفرت کیوں نظروں سمجھے جاتے ہیں؟

(۱۵)۔ص ۳۹۲: حضرت معاویہ کو لکھا۔ کہ بدن میں چربی بہت بڑھ گئی تھی شراب کا شغل بھی جاری رہتا تھا؟

(١٦)۔ص ۳۹۲: معتبر تاریخیں ان کے مصائب سے بھری ہوئی ہیں غرض کہ معاویہ کی دنیا طلبی نے دین چھڑا کر تمام رعایا کو دنیاوی خواہشات و معاصی میں مبتلا کر دیا مسلمانوں کو ان کے جعل سے عبرت حاصل کرنا چاہیے اور ان سے پناہ مانگنا چاہیے۔

ذلك هدى الله يهدى به من يشاء من عباده و من يضل الله فماله من هاد ۔

(۱۷)۔ص ٤٦٧: آج تک بہت سے حضرات بوجہ معاویہ وبغض جناب امیر اس خطا میں معاویہ کو مجتہد مانتے چلے آ رہے ہیں اور اس آیت شریفہ:

وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً " (پارہ ۲۵، سورۃ الجاثیۃ: ۲۳)

کا مصداق بن رہے ہیں:

" غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِى الطَّوْلِ " (پارہ ۲۴، سورۃ الغافر: ۳) فلا قوۃ الا باللہ و لا حول و ھو علیم بنیات النواصب و العرور.

(۱۸)۔ص ٤٧٠ : وراثت کے اصول سے آنحضرت کی دنیاوی خلافت کا استحقاق حقیقتاً نہ صرف حضرت ابوبکر کو حاصل تھا۔ نہ جناب امیر کو۔ از روے استحقاق سب سے اول حق حضرت شاہ امام حسن کا تھا۔ ان کے بعد حضرت حسین کا سکے بعد پھر ان کی اولاد کا عرب کے لئے بلاشبہ سب سے بہترین اصول تھا۔ اگر کیا جاتا؟

(۱۹)۔ص ٤٠٢ : حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق اگر کچھ کہا جا سکتا ہے تو یہ فدک کے معاملہ میں ان سے خطائے اجتہادی سرزد ہوئی وہ مجتہد تھے معصوم نہیں تھے، اور

المجتهد قد يخطی و قد يصيب

بنا پر الزام قائم کرنا صحیح ہو تو یہ بات صحیح ہوسکتی ہے۔ دوسروں سے برہان قطعی کا مطالبہ اور خود وہمیات پر دلائل مبنی کرنا مصنف کی سراسر زیادتی ہے۔

(۷)۔ صحیح بخاری دیکھو عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ارشاد پڑھو معلوم ہو جائیگا کہ وہ مجتہد تھے، اس سے بڑھکر اجتہاد کی اور کیا دلیل ہوسکتی ہے۔ کہ صحابہ و تابعین نے انہیں مجتہد تسلیم کیا۔

(۸)۔ وہ معاذ اللہ بقول زید ہر قسم کے عیوب میں ملوث تھے باوجود اس کے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے انکی خلافت و حکومت تسلیم کی یہ صرف حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن نہیں بلکہ مدعی محبت اہلبیت کرام پر بھی طعن کر رہا ہے۔

(۹)۔ اگر زید کا قول صحیح بھی ہو تو کیا مسلمین فتح مکہ مسلم نہ تھے انکا اسلام شرعاً معتبر نہ تھا، آج تیرہ او برس بعد والے مدعیان اسلام ان مسلمانوں کے زمانہ مبارک میں اسلام قبول کیا غزوات کئے شرف صحبت سے مستفیض رہے قرآن مجید پڑھئے آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ مسلمین فتح مکہ کے بارے میں کیا ارشاد ہے۔

اللہ تعالی فرماتا ہے:

لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ

(پارہ ۲۷، سورۃ حدید: ۱۰)

اللہ تعالی نے صحابہ کو دو قسم پر منقسم فرمایا: مؤمنین قبل فتح اور بعد فتح اور اول کو دوم پر فضیلت دی پھر یہ بھی فرما دیا کہ دونوں کے ساتھ اس نے بھلائی کا وعدہ فرمایا اور اس کے ساتھ یہ جملہ بھی فرمایا:

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ

جس سے تنبیہ کی جا رہی ہے کہ ان سے کسی عمل کا صادر ہونا مانع وعدہ الہیہ نہیں ہے۔
اب قرآن ہی میں دیکھئے کہ جن کیلئے وعدہ حسنٰی ہے ان کے متعلق کیا ارشاد ہے:"

اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤى اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ

(پارہ ۱۷، سورۃ الانبیاء: ۱۰۱-۱۰۲)

مخبر صادق کا ارشاد ہے: حضرت ابوبکر نے نص قرآنی میں:

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْۤ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ"

(پارہ ٤، سورۃ النساء: ۱۱) کے مقابلہ میں حدیث:" ماترکتہ الاصدقۃ پر عمل کیا؟

یہ مشتے نمونہ از خروارے ہے لہذا مصنف کا یہ دعوی کہ صوفی وسنی ہے قابل قبول ہے یا نہیں؟ عمرو کہتا ہے کہ کتاب ہذا میں جو کچھ لکھا ہے مطابق اہلسنت وارشادات سلف صالح امت ہے یہ کہنا صحیح ہے یا غلط اور اس کتاب کو صحیح کہنے والے اور اچھا جاننے والے کا کیا حکم ہے۔

بینوا توجروا

الجواب: سوال میں زید کے جو کچھ اقوال مذکور ہیں ان سے زید کا صوفی مشرب ہونا درکنار وہ سنی بھی نہیں ہے بلکہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لکھنے کے مطابق غالی رافضی ہے۔ بلکہ بعض باتیں تو ایسی ہیں کہ کسی مسلمان کے قلم سے نہیں نکل سکتیں اسکے پہلے قول سے تو ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت مولی علی

رضی اللہ عنہ کو انبیاء پر فضیلت دیتا ہے جو یقیناً کفر ہے۔ دوسرا قول خود پہلے قول کے مناقض ہونے کے باوجود عقیدہ اھلسنت کا مخالف ہے کہ تفضیل الشیخین حضرات اہلسنت کا متفق علیہا عقیدہ ہے۔

اور زید اس کے خلاف حضرت مولی کو شیخین رضی اللہ عنہ پر فضیلت دیتا ہے۔ ۳۔ محض افتراء ہے اہلسنت نے ہرگز مولی علی رضی اللہ عنہ کی تنقیص نہ کی ہے۔ نہ اسے جائز جانتے ہیں کسی خارجی نے سنیت کے نام پر کہیں ایسا کیا ہو تو اسے اہلسنت کا فعل نہیں قرار دے سکتے۔ البتہ زید خود امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کر کے اپنا رافضی ہونا ثابت کرتا ہے۔

(٤، ٥)۔ میں بھی کھلا ہوا طعن موجود ہے۔ خصوصاً یہ کہنا کہ ان کو خاندان رسالت سے بغض تھا مصنف کی صریح بدگمانی پر دلیل ہے۔ "ان بعض الظن اثم" میں داخل ہے۔ یہ وہی مقولہ ہے جو ہمیشہ سے رافضی کہا کرتے ہیں سنی بنکر مصنف نے اپنا عقیدہ رفض ظاہر کیا۔

(٦)۔ بلا دلیل محض اپنی بدگمانی کی

اَنۡفُسُهُمۡ خٰلِدُوۡنَ

دونوں آیتوں کو ملا کر نتیجہ نکالئے معلوم ہو جائے گا کہ یہ طعن کرنے والا کیا کہتا ہے۔ اور اس کا کیا حکم ہے اگر کسی نے صحابہ کی ایسی تعریف کی ہو جس سے بعض صحابہ خارج ہو جائیں، تو اس کی بات کہاں تک معتبر ہو سکتی ہے جب کہ خود حدیث میں "خیر القرون یا من رأنی ※ وغیرھا" الفاظ موجود ہیں،

یوں تو روافض خلفاء ثلاثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تضلیل و تفسیق بلکہ معاذ اللہ تکفیر تک کرتے ہیں۔ تو کیا ان کا محض کہ دینا کوئی حجت ہو سکتا ہے۔ اگر اس قسم کے لغویات کا نام استدلال ہو تو دین ہی کو خیر باد کہنا ہو گا۔

(١٠)۔ یہ عجب منطق ہے کہاں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ اور کہاں صحابہ کرام کا زمانہ، تاریخ کے فدائی کو یہ بھی نہ سوجھا کہ امام شافعی کے زمانہ میں صحابہ تھے ہی کہاں جو شبہات دیتے، اور امام شافعی انہیں نہ مقبول فرماتے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صحابہ مزکورین کی روایت کا نامعتبر ہونا بھی بالکل افتراء ہے۔

(١١)۔ یہ حدیث متعدد طرق سے مروی ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت

میں خالد بن ولید وعبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما کا بالکل ذکر ہی نہیں، اور ابوسعید رضی اللہ عنہ سے کئی طرق سے مروی ہے شعبہ اور وکیع نے جو روایت کی اس میں بھی خالد ابن ولید وعبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما کا ذکر نہیں خود مسلم میں ہے" ولیس فی حدیث شعبۃ ووکیع ذکر عبدالرحمن بن عوف وخالد بن ولید" پھر اس حدیث کے ترجمہ میں اے خالد کا لفظ ذکر کرنا صریح تحریف وزیادتی ہے۔

حدیث میں" یا خالد" نہیں ہے بلکہ حضور کا ارشاد" لاتسبوا" سے شروع ہوتا ہے۔ پھر اگر اس حدیث سے ثابت ہوا تو فقط اتنا کہ حضرت خالد کو صحابہ کے برا کہنے سے منع کیا جاتا ہے نہ یہ کہ حضرت خالد صحابی نہ تھے۔ کیا ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کی بدگوئی سے منع کیا جائے تو اس کا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ جس کو منع کیا جاتا ہے وہ مسلمان نہیں۔ اگر یہ استدلال صحیح ہو تو صرف یہی صحابہ نہیں بلکہ بڑے بڑے صحابہ کی صحابیت سے انکار لازم آئے گا۔

صحیح بخاری میں ایک حدیث ہے کہ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے مابین کچھ مناقشہ ہوگیا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے معافی چاہی، انہوں نے موادنہ کیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ندامت ہوئی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مکان پر گئے، ان کو نہ پایا پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ حضرت ابوبکر سے معافی مانگیں اور صفائی ہوجائے۔

حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

عن ابی الدرداء قال کنت جالسا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا قیل ابو بکر اخذاً بطرف ثوبه حتی ابد عن رکبتیه فقال النبی صلی اللہ علیه وسلم و اما صاحبکم فقد غامر فسلم فقال انی کان بینی و بین ابن الخطاب شئی فاسرعت الیه ثم ندمت فسئلته ان یغفر لی فابی علی ذالك فاقبلت الیك فقال یغفر الله لك یا ابابکر ثلثا ثم ان عمر ندم فأتی منزل ابی بکر فسال اثم ابو بکر قالوا لا فأتی النبی صلی الله علیه وسلم فجعل وجه النبی صلی الله علیه وسلم یتمعر حتی اشفق ابو بکر فجثا علی رکبتیه فقال یا رسول الله، و الله انا

کنت اظلم مرتین فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ بعثنی الیکم فقلتم کذبت، قال ابو بکر صدقت و واسانی بنفسہ و مالہ فھل انتم تارکوا لی صاحبی مرتین فما اوذی بعدھا " (بخاری، ج۱، ص۵۱۷، باب مناقب المھاجرین)

اس حدیث میں حضور نے تمام گروہ صحابہ کے مقابلہ میں صرف حضرت ابو بکر کو اپنا صاحب فرمایا۔ تو جس طرح حضرت عمر وغیرہ باوجود اس ارشاد کے صحابہ سے خارج نہیں حضرت خالد وغیرہ کو کیونکر صحابہ سے خارج کیا جا سکتا ہے پھر اگر کسی قرینہ کی بنا پر اس حدیث میں لفظ اصحابی کسی مخصوص گروہ میں مستعمل ہو تو اس سے کب لازم آتا ہے کہ دوسری جگہ اگرچہ قرینہ نہ ہو تخصیص کی جائے۔

اگر تخصیص کا یہی قاعدہ رہے تو تمام اصول و فروع درہم برہم ہو جائیں گے۔ امام بخاری اپنی صحیح میں صحابی کی تعریف فرماتے ہیں: " ومن صحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۔ اوراٰہ من المسلمین فھو من اصحابہ " لہذا حضرت خالد و امیر معاویہ رضی اللہ عنہما یقیناً صحابہ میں سے ہیں۔ مہمل تاویلات سے انکی صحابیت کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ان کے متعلق فرماتے ہیں: " فانہ قد صحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم " یہ بخاری شریف کی روایت ہے اس سے زیادہ اصحابیت کا کیا ثبوت چاہیے ہاں یہ مسلم ہے کہ جو صحابہ کرام قبل فتح مکہ مشرف باسلام ہوئے وہ بعد والوں سے افضل ہیں مگر فتح مکہ میں ایمان لانا باعث طعن نہیں بلکہ وہ بھی ان بشارتوں کے مستحق ہیں۔ جو قرآن و حدیث میں صحابہ کیلئے وارد ہیں ۔

(۱۲)۔ نری مہمل و بیہودہ بات ہے کہ یہ کوئی دلیل نہیں آخر دلیل کس کو کہتے ہیں پھر یہ کہنا کہ مذہبی نقطہ نظر سے ساکت کر دینا دلیل نہیں ہوا کرتی نہ اس قائل کا مذہب پر شدید حملہ ہے یعنی مذہبی باتیں قابل اعتبار و اعتقاد نہیں نہ وہ دلائل سے ثابت ہیں۔

نعوذ باللہ من ذلك

(۱۳)۔ یہ کلام بھی مہمل ہے جس کے نزدیک عقیدہ کوئی چیز نہ ہو اور وہ مقام استدلال میں پیش ہی نہ کیا جاسکے۔ تو اس کی گمراہی میں کیا شک ہے عقیدہ پیش کرنے کا حاصل یہ بتانا کہ اس امر پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ اس کا ماحصل یہ ہے کہ عقیدہ لغو چیز ہے، جس کے خلاف پر دلائل قائم ہیں پھر یہ کہ اسکو ازقسم خطابیات قرار دیکر لایعنی بتایا۔

قائل کو یہ بھی پتہ نہیں کہ خطابیات کسے کہتے ہیں۔ اور برہانیات کیا ہیں کیا جو دلائل ازقسم برہانیات نہیں ہیں وہ لایعنی ہیں اور خود جن چیزوں سے استدلال کرتا ہے صرف وہ معترضین کے مہمل اقوال ہیں جن میں بیشتر حصہ مرفوعات کا ہے۔ یہ تو براہین ہوں اور جو امور آیات واحادیث سے ثابت ہوں وہ اس کے نزدیک لایعنی۔

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

(١٤)۔ کیا حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کا اسلام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول نہ فرمایا۔ اور جب وہ مشرف باسلام ہوئے تو جو کچھ انہوں نے زمانہ کفر میں کیا۔ وہ معاف نہ ہوا۔ آیۃً کریمہ

: " وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ "

(پارہ ۱۹، سورۃ الفرقان: ٦٨) سے کیا ثابت نہیں کہ توبہ کے بعد مؤاخذہ نہیں۔

پھر اظہار نفرت کی نسبت کتنی سخت لغو بات ہے۔ صرف بات اتنی تھی کہ حضرت وحشی کو دیکھ کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا خیال آتا۔ اوران کی یاد سے غم پیدا ہوتا۔ اس لئے حضور نے ان کو حکم دیا کہ تم کسی دوسری جگہ چلے جاؤ۔ اسکو اظہار نفرت سے تعبیر کرنا سراسر غلطی ہے۔

(۱۵)۔ وہ کونسی معتبر تاریخیں ایسی ہیں جو احادیث وائمہ دین کے اقوال کے مقابلہ میں پیش کی جاسکتی ہیں۔ اوران تاریخی روایات کو اتنی اہمیت دی جاسکتی ہے کہ ان کیوجہ سے اقوال ائمہ بلکہ احادیث کو رد کردیا جائے۔ انہیں بے سروپا باتوں کو برہان کہا جاتا ہے جن کے لئے نہ کوئی سند ہے نہ ثبوت۔

(۱۷)۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو مجتہد کہنا اس قائل کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ

عنہ سے بغض کی بنا پر ہے، یعنی معاذ اللہ تمام اہلسنت اس کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دشمنی رکھتے ہیں۔ اسلئے صحیح بخاری شریف میں ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ان کے بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں: ”فاصاب انہ فقیہ“ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ ارشاد صاف واضح طور پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہد تھے کیونکہ اصطلاح قدماء میں لفظ فقیہ غیر مجتہد کیلئے نہیں بولا جاتا۔

جیسا کہ کتب اصول فقہ وفقہ میں اس کی تصریح موجود ہے، اب اس کہنے والے سے کوئی پوچھے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کیلئے اس کا کیا فتوی ہے۔

امام نووی شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں:

و اما معاوية رضى الله عنه فهو من العدول الفضلاء و الصحابة النجباء و اما الحروب التى جرت فكانت لكل طائفة شبهة اعتقدت تصويب انفسها بسببها و كلهم عدول و متأولون فى حروبهم و غيرها و لم يخرج شئى من ذالك أحد منهم من العدالة لانهم مجتهدون اختلفوا فى مسائل من محل الاجتهاد كما يختلف المجتهدون بعدهم فى مسائل من الدماء وغيرها و لا يلزم من ذالك نقص احد منهم " (نووى شرح صحيح مسلم، ج ٢ ص ٢٧٢، كتاب فضائل الصحابة)

یہ ائمہ جو مجتہد ہونے کی تصریح کرتے ہیں معاذ اللہ اس شخص کے نزدیک دشمنان اہلبیت ہی ایسا قول کرے گا۔ مگر رافضی کہ اس قسم کے افتراء کے عادی نہیں ہے۔

(۱۸)۔ اولاً صرف اس نے ابوبکر کیلئے دنیاوی خلافت بتائی جو کسی سنی کا قول نہیں ہوسکتا۔ ثانیاً خلافت کوئی مال نہیں جس میں وراثت جاری ہو اور اگر وراثت ہی کے اصول پر خلافت ہوتی تو حضرت امام حسین کیونکر وارث تھے۔ وارث حضرت فاطمہ تھیں جو ذوالفروض سے نہیں یا حضرت عباس تھے جو عصبہ تھے نہ کہ حضرت امام حسن کہ ذوی الارحام میں تھے۔

اور اگر خلافت میں وراثت ہی جاری ہو اور ذوی الارحام کا حق ہو تو حضرت امام حسن و

امام حسین رضی اللہ عنہما دونوں ہی ایک ساتھ مستحق ہوں گے نہ کہ یکے بعد دیگرے اور دونوں حضرات کا بیک وقت خلیفہ ہونا جن قبائح پر مشتمل ہوگا وہ اہل نظر پر مخفی نہیں، اس شخص نے تو روافض سے بھی اپنا نمبر بڑھا دیا کہ وہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو حقدار بتاتے ہیں اس نے حضرت امام حسین کو ایکدم محروم کر دیا۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ

(۱۹)۔" المجتہد قد یخطی الخ "کو حدیث بتانا نادانی ہے اور حدیث" ما ترکنا الخ "کو آیت یوصیکم اللہ" کے معارض ومقابل بتانا جہالت ہے، وقف وصدقہ میں کہیں وراثت جاری ہوتی ہے اور جب ایسا نہیں تو اس مسئلہ میں خطا بتانا قائل کی سخت غلطی ہے۔

اور یہ وہی ہے جو روافض کہا کرتے ہیں بالجملہ ان اقوال مذکورہ کا قائل ہرگز سنی نہیں بلکہ وہ رافضی تبرائی ہے اگرچہ وہ اپنے کو سنی کہتا ہو۔ بلکہ یہ اس کا تقیہ ہے کہ ایسے اقوال خبیثہ بکنے کے بعد وہ اظہار سنیت کرتا ہے۔ جو اس کے ان اقوال پر مطلع ہو کر کتاب کو اچھا بتائے وہ اسی کے حکم میں ہے۔ و اللہ تعالی اعلم

حوالہ درج ذیل ہے:

(فتاوی امجدیہ، مفتی امجد علی اعظمی، جلد 4 ص 486 تا 498، مطبوعہ دار العلوم امجدیہ مکتبہ رضویہ، کراچی، طبع اول ١٤١٧ھ ※ / ١٩٩٧ء)